

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی جدائی

یاس و حسرت کی فضاء چھائی ہوئی ہے چار سو برقِ غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج
نالہ اندوہ ہے ہر باگب مرغانِ سحر نوحہ فریاد ہر آہنگِ جان و تن ہے آج
ایک سو بیس صدی کا پہلا عشرہ امت مسلمہ کے لئے کتنا بھاری اور جان لیوا ثابت ہو رہا ہے۔ تمام امت مسلمہ
کفر کی یلغار کی وجہ سے نیم جاں اور زخم زخم ہو رہی ہے۔ آگے سے اس کے علمی و روحانی رہبر رہنما، زعماء و علماء اور اہل فکر
و نظر بھی وقتاً فوقتاً آنکھوں سے اوجھل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے عہد زرین کے چند یادگار عثمانیہ چراغ
اور ہدایت کی مشعلیں باوجود اجل سے اب تک بجتی ہوئی تھیں لیکن اس صدی کے پہلے ہی عشرہ میں طوفانِ اجل نے کمال
برق و فکاری سے ایک ایک کر کے ساری شمعیں اور چراغِ حق بجھا دیئے۔

آئے عشاق، گئے وعدہ فردا لے کر اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رہنمائی کے لیے
اسی کہکشاں اور روشنیوں کی ایک شمعِ حق، آسمانی علم کے ماہتاب، مسندِ حدیث کے آفتاب، علمِ تفسیر کے بدرِ کامل اور تمام
تحریکاتِ اسلامیہ کے ہلالِ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر قدس سرہ العزیز گزشتہ دو سو پانچ مئی ۲۰۰۹ء
منگل کی رات آدمی شبِ ہمیشہ کیلئے ہم سے غروب ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم کی جدائی اور چھڑنے
سے جو غلامِ پاکستان میں دینی جماعتوں اور علمی حلقوں کے لئے پیدا ہو گیا ہے اس کا نعم البدل شاید صدیوں میں بھی
پاکستانی قوم کو نہ ملے۔ ظلمتِ شب کی اجارہ داری اب تک تو صرف رات کے دامن تک محدود تھی اب آپ جیسے اکابرین
کے چھڑنے سے دن میں بھی رات کا سماں نظر آنے لگا ہے۔

اس شہرِ بے چراغ میں تنہا ویسا ہوں میں کتنی اندھیری رات ہے اور بچھ رہا ہوں میں
سلسلۃ الذہب کا سلسلہ تو پہلے ہی ایک ایک کر کے ٹوٹ گیا تھا چند ایک کڑیاں باقی تھیں سو آج وہ بھی نہ ہیں۔
حضرت مولانا سرفراز صفدر قدس سرہ العزیز جیسی عظیم ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت، اخلاقِ کریمانہ کے پیکر، اتباعِ
سنت کے مجسمہ اور انسانیت کے آئیڈیل، جامع شریعت و طریقت، ایسی صفات سے متصف شخصیت پر قلم اٹھانا اور اس
پر مستزاد یہ کہ انکے اوصافِ حمیدہ اور خدماتِ جلیلہ کا احاطہ کرنا اور وہ بھی ایک کمزور دنیا تو ان طالبِ علم کے خام قلم سے یہ
یقیناً چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مترادف ہوگا۔ بہر حال ادارتی صفحات کی ذمہ داری نبھانے اور ثواب کی نیت سے چند
سطریں بطور تبرکِ نذر قلم ہیں۔ پھر بھر رہا ہوں خامہ مژگاں، بخون دل سازِ چمن طرازیءِ داماں کئے ہوئے
حضرت اقدس واقعہً اس زمانے میں امام اہل سنت تھے۔ ساری زندگی جہدِ مسلسل انتھک محنت درس و تدریس تصنیف و
تالیف مطالعہ و کتبِ نبوی اور فکرِ امت مسلمہ کے سوز و ساز اور بیچ و تاب میں گزاری۔ اکابرینِ دیوبند کے نقش قدم پر عمر

بھگت بندر ہے اور ان کے مسلک اعتدال کے منہم داعی رہے۔ (موجودہ حالات میں اکابرین دیوبند کا مسلک اعتدال ہی تمام فتنوں اور آزمائشوں کا راستہ روک سکتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلک دیوبند کے حضرات اپنے اکابرین کا مسلک اعتدال قوم کے سامنے زور و شور سے سامنے لائیں کہ دیگر مسلک علمائے دیوبند کے خلاف دن رات منفی پروپیگنڈے کر رہے ہیں۔ علمائے دیوبند اور وفاق المدارس کول بیٹھ کر اس مسئلہ کا فوری نوٹس لینا چاہیے)

آپ ظاہری نمود و نمائش اور شہرت و سماعت سے کوسوں دور رہے۔ عملی - است کچھ وقت کے لئے کی تو اس اخلاص کی حد تک اس میں شامل ہو گئے کہ ایک موقعہ پر تہی ہوئی بندوؤں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور اس کے علاوہ تمام دیگر اسلامی تحریکات میں آپ نے ہر اول دستے کا کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ جب بھی دشمنان اسلام کی سازشیں اسلام کے تاور درخت کو نقصان پہنچانے کیلئے اکٹھی ہوئیں تو آپ پوری آب و تاب کے ساتھ ان کا قلع قمع کرنے کیلئے بے چین اور متحرک ہو جاتے۔ طویل العمری، بیماریوں اور پیرانہ سالی کے باوجود بستر علالت سے بھی آپ ان کا راستہ روکنے کیلئے کچھ نہ کچھ تدابیر اختیار فرماتے۔ ابھی حال ہی میں فوت ہونے سے کچھ دن قبل حضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو خصوصاً طور پر لکھڑ بلایا اور انہیں سوات میں جاری آگ بجھانے، نظام عدل کے بچانے کیلئے اور خصوصاً صوفی محمد کو سمجھانے کے لئے انہیں خصوصی پیغام دیا۔ پھر بعد میں جب حضرت والد صاحب مدظلہ (اور احقر) صوفی محمد صاحب کے پاس سوات گئے (اور انہیں آنے والے خطرات سے نہ صرف آگاہ کیا بلکہ نظام عدل کی کامیابی کے سلسلے میں حکمت عملی، نرمی اور علماء سے وثاق و قفا مشاورہ کرنے کا بھی مشورہ دیا)۔ تو انہی بھی حضرت قدس سرہ العزیز نے صاحبزادوں کے پیغام کے ذریعے بڑی داد و تحسین اور دعائیں فرمائیں۔ اس کے علاوہ تصنیف، تالیف آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ درجنوں و قع کتابیں، نالعتا علمی اور تحقیقی موضوعات پر آپ کے معتدل مزاج قلم سے متعدد شہود پر جلہ افروز ہوئیں اور حضرت کی اکثر کتابوں کو بے نظیر قبولیت ملی۔ درس و تدریس زندگی بھر آپ کا اوڑھنا کچھ تار ہا۔ اور خصوصاً مسند حدیث کی رونقیں اور لاج تو آپ نے تقریباً پچاس برس تک قائم و دائم رکھی۔ قرآن فہمی اور اس کی تفسیر و تدریس بھی آپ کا خصوصی طرۂ امتیاز رہا۔ پاکستان بھر سے علماء و طلباء آپ کے حلقہ درس میں بڑی دلجمعی اور شوق و ذوق سے کچھ چلے آتے۔ اس کے علاوہ آپ روحانی سلسلہ کے بھی بڑے پیرو مرشد تھے۔ ہزاروں افراد اس منبع ہدایت سے اپنی پیاس بجھانے اور اپنے مردہ دلوں کی کھیتیاں آباد کرانے کیلئے آپ کے خانوادہ پر تشریف لاتے۔

ہجوم کیوں زیادہ ہے شراب خانے میں فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مردِ خلعت

تواضع، انکساری اور بے نفسی آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے، مہمان نوازی کی صفت سے بھی اللہ نے آپ کو خوب متصف فرمایا۔ آپ کی اولاد و احفاد دیگر صاحبزادگان کو اللہ نے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے۔ خصوصاً